شذرات

صیہونیت کے ناپاک عزائم کو بروئے کار لانے کے لیے امریکہ نے جو رول ادا کیا ہے اب وہ کھل کر سامنے آگیا ہے۔ موجودہ عرب، اسرائیل جنگ میں ۵ ؍ اکتوبر کو صدر نکسن نے یہاں تک کہہ دیا کہ اسرائیل کی سلامتی اور تحفظ کے لیے امریکہ، مشرق وسطیٰ میں فوجی مداخلت کے لیے بھی تیار ہے، حالانکہ صدر سادات نے واضح طور پر اعلان کیا تھا کہ ہم اپنے مقبوضہ علاقوں کی واپسی اور آزادی کے لیے اسرائیل سے برسرپیکار ہیں، اس کے سوا ہمارا کوئی اور مقصد نہیں ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ عرب ممالک تو صرف اپنے ان علاقوں کی بازیابی کے لیے لڑ رہے تھے جو جون ۱۹۶۷ء میں ظالم اسرائیل نے امریکی قوت اور اسلحہ کے بل بوتے پر ہتھیا لیے تھے۔ امریکہ کی موجودہ جنگ میں اسرائیل غاصب کی کھل کر حمایت سے تو یہ پتہ لگتا ہے کہ امریکہ نہ صرف اسرائیل کی محدود ریاست کی حفاظت کا ضامن ہے بلکہ اسرائیل نے ۱۹۶۷ء میں عربوں کے جو علاقے غصب کیے تھے امریکہ ان کا بھی ضامن ہے۔ دوسری طرف نائب صدر جنرل آر فورڈ جنھوں نے اگنیو کی جگہ سنبھالی ہے اس کا بیان بھی ایک غاصب اسرائیل کی بے جا حمایت میں امریکہ کی سامراجی پالیسی کی غمازی کرتا ہے۔ جنرل آر فورڈ نے کھل کر یہ اعلان کیا کہ ہم یقیناً اسرائیل سے کیے ہوئے تمام وعدے پورے کریں گے اور ہم جلد ہی مسئلے کو فوجی قوت سے حل کر لیں گے، پھر ہم اسے سفارتی طور پر حل کریں گے۔ امریکہ کے یہودی وزیر خارجہ ڈاکٹر کسنگر نے بھی عربوں کو انصاف کی بنیاد پر امداد دینے والے ملک روس کو یہ دھمکی دی اور خبردار کیا کہ مشرق وسطیٰ سمیت اگر کسی بھی علاقے میں غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا گیا تو مفاہمت ختم ہو جائے گی

ڈاکٹر کسنگر کے ہاں مفاہمت کا یہ مطلب نظر آتا ہے کہ یہودی غاصب، عرب علاقوں پر قبضہ جماتے رہیں، ان کو کچھ نہ کہا جائے۔ ہماری نظر میں امریکہ کی یہ پالیسی نہ صرف عرب دشمنی اور مسلمان دشمنی پر مبنی ہے بلکہ اس کو انسان دشمنی بھی کہا جا سکتا ہے، جس سے امریکہ جیسی عظیم طاقت کو گریز کرنا چاہیے۔

عرب، اسرائیل کی ۱۷ دن کی مسلسل جنگ نے دنیا کو یہ ثابت کر دیا کہ اسرائیل ناقابل تسخیر قلعہ نہیں ہے۔ اگر اسرائیل کو اسلحہ اور کرائے کے سپاہیوں کی مدد نہ پہنچتی تو صرف ایک ہفتے میں اس کی کمر ٹوٹ چکی ہوتی۔ لیکن دنیا نے دیکھ لیا کہ متحدہ ہائے امریکہ کی ایک ریاست اسرائیل بھی ہے، تب تو چند دنوں میں نہ صرف اس کا جنگ کا نقصان پورا ہو گیا بلکہ اس سے کہیں زیادہ اسلحہ اور افرادی قوت سے اس کی اعانت کی گئی۔ بی۔ بی۔ سی کے ایک مبصر کی رپورٹ کی روشنی میں اب تک اسرائیل میں تیس ہزار ٹن کے اسلحہ امریکہ سے پہنچ گئے ہیں۔ اور روزانہ مزید جدید اسلحہ لانے کے لیے امریکی طیاروں کا تانتا بندھا ہوا ہے۔ اور چند دنوں کے بعد بحری راستے سے بھی اسرائیل کو امریکہ کی طرف سے اسلحہ بھجوائے جائیں گے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امریکہ طاقت کے توازن برقرار رکھنے کا بہانہ بنا کر اسرائیل کو عرب علاقوں پر ہمیشہ کے لیے قابض رہنے اور مزید علاقوں کو ہتھیانے میں مدد کر رہا ہے۔

ایک طرف عربوں کو دھوکہ اور فریب دہی کے ذریعہ جنگ بندی اور امن کے لیے تحریک چلائی گئی۔ امریکی یہودی وزیر خارجہ ہنری کسنگر نو افراد کا ایک اعلیٰ اختیاری وفد لے کر ماسکو پہنچا اور وہاں روس کی کمیونسٹ پارٹی کے چیف مسٹر برزنیف اور وزیر اعظم مسٹر کوسیجن سے جنگ بندی کے سلسلے میں مذاکرات کر کے واپس لوٹا، اس وقت یہ اندازہ کیا گیا تھا کہ فریقین کی جنگ کا مدار امریکہ اور روس کے اسلحہ کی سپلائی پر ہے، جب یہ دونوں عظیم قوتیں اسلحہ کی امداد روک دیں گی تو جنگ بند ہو جائے گی۔ ادھر ۲۲ اکتوبر کو سلامتی کونسل نے روس اور امریکہ کی وہ مشترکہ قرارداد منظور کر لی جس کے تحت اسرائیل ۱۹۶۷ء کی جنگ میں عربوں کے مقبوضہ علاقوں کو واپس کر دے گا اور بارہ گھنٹے کے اندر اندر

جنگ بندی ہو جائے گی۔ دوسری طرف ہوا یہ کہ عربوں کو جنگ بندی کا دھوکہ دے کر اسرائیل کے لیے سوئز کے مغربی حصّے کی خبر گیری کے لیے دو امریکی جاسوس طیاروں کی اڑان ہوئی اور نقشے لیے گئے، یہ نقشے اسرائیل کو دیے گئے اور عین جنگ بندی کی حالت میں مغربی محاذ پر حملے کے لیے اسرائیل کو اکسایا اور تیار کیا گیا اور نتیجے میں مصر کی تیسری فوج گھیرے میں آگئی اور سوئز شہر اور سکندریہ وغیرہ کو شدید خطرہ پیدا ہوگیا اس طرح وہ جنگ جو عربوں کے فائدے میں تھی جنگ بندی کے بہانے سے ان کے خلاف ثابت کی گئی۔ اس حقیقت کا انکشاف مصر کے روزنامہ الاہرام کے ایڈیٹر جناب محمد حسنین ہیکل کے حالیہ بیان سے ہوتا ہے۔

عربوں سے دھوکہ بازی اور فریب کا یہ بیّن ثبوت ہے مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ فریب اور دھوکہ دیرپا نہ ہوگا۔ عرب جن کے متعلق یہ مشہور کیا گیا تھا کہ وہ کبھی آپس میں متحد نہ ہوں گے غلط ثابت ہوگیا، اب وہ عرب پہلے ہیں اور اس کے بعد کچھ اور۔ شاہ فیصل نے اسی قوم پرستی کے تحت عربوں کے اتحاد کو امریکہ پر ترجیح دی اور امریکہ اور ہالینڈ کو تیل کی سپلائی بند کردی۔ عربوں کے اتحاد کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اگر عربوں میں اس طرح یہ قومی اتحاد رہا اور اپنے علاقوں کی آزادی کے لیے اسرائیل سے برسرپیکار رہے تو دنیا کی کوئی طاقت ان کو شکست نہیں دے سکتی۔ سامراجی قوت ویٹ نام میں اپنی ذلت آمیز شکست دیکھ چکی ہے، اب اس نے اپنے مکروہ عزائم کے لیے مشرق وسطیٰ کا رخ کیا ہے۔ لیکن امید ہے کہ یہاں بھی اس کو منہ کی کھانی پڑے گی۔ اس سلسلے میں عربوں کو خاموش نہیں رہنا چاہیے اور وہ اسلحہ اور گولہ بارود خود پیدا کریں، اس کے لیے اپنے حلیف ممالک روس اور چین سے سائنسی امداد حاصل کریں اور اپنی ریاستوں کے اندر اسلحہ کے کارخانے قائم کریں جس طرح اسرائیل نے کیا ہے اس طرح وہ خود کفیل ہوکر دوسروں کے دست نگر نہ ہوں گے۔ خدا کے فضل سے وسائل کی عربوں کے ہاں کوئی کمی نہیں ہے، صرف ان وسائل کو صحیح طور پر کام میں لانے کی ضرورت ہے، اس وقت اس کے لیے عربوں میں اچھا ماحول پیدا ہوگیا ہے۔ دیکھیں آگے چل کر مشرق وسطیٰ میں حالات کیا پلٹا کھاتے ہیں؟

٭